بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسنت ایک خوبصورت تہوار یا دینی اور دنیاوی قباحتوں کا مجموعہ

محمد یاسر حبیب اللہ مختار

آجکل چونکہ جدید دور ہے گلوبلائزیشن کے اس دور میں میڈیا کا کردار نہایت وسیع ہو گیا ہے اسی کی وجہ سے دنیا بھر کے احوال سے آگہی نہایت آسان ہو چلی ہے اسی میڈیا کی بدولت دنیا بھر میں رائج ثقافتوں اور تہذیبوں روشناس ہونا بھی اب کوئی مشکل نہیں رہا ہے، لوگ ریموٹ کے ایک بٹن کو دبا کر دنیا بھر کی سیر گھر بیٹھے کر سکتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کی اس ترقی سے انسان کو جہاں بے شمار فوائد حاصل ہوئے ہیں وہیں اس کے ساتھ بہت سی قباحتیں بھی دیکھنے میں آئی ہیں جس کے بارے میں دانشور آئے دن ہونے والی تحقیق سے لوگوں کو آگاہ کرتے رہتے ہیں، انہی دانشوروں اور محققین کی ایک تحقیق یہ بھی ہے کہ میڈیا کی اس ترقی نے جہاں بہت سی سہولتیں پیدا کی ہیں اور لوگوں کو تفریح کے بے شمار ذرائع مہیا کیے ہیں وہیں بہت سے مسائل بھی پیدا کر دیے ہیں، خواہ وہ اخلاقی قدروں کی پامالی کی صورت میں ہوں یا ذہن پر پڑنے والے منفی اثرات اور اس سے پیدا ہونے والے مضمرات کی صورت میں یہ سب بھی اسی میڈیا کی ترقی کی مرہون منت ہیں۔

ان دنوں بسنت کا تہوار کی ابتدا ہو چکی ہے اور حسب سابق توقع یہی ہے کہ زندہ دلان ہم وطن جس طرح زندہ دلی کا بھرپور عملی مظاہرہ کرتے ہوئے میلے میں مست ہو کر پہلے آپے سے باہر ہوتے ہیں پھر انسانیت واخلاق سے اور آخر کار زندہ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں جس زندگی کی محدود مہلت اور گنی چنی گھڑیاں انہیں موت کی سختی، قبر کی وحشت انگیز تنہائی اور حشر کی حواس گم کر دینے والی پریشانی سے بچنے کے لیے دی گئی تھی۔ افسوس کا مقام ہے کہ ہم دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ ہم ایک پڑھی لکھی باوقار اور مہذب قوم ہیں لیکن ہماری بے خبری کا عالم یہ ہے کہ ہم بے خبری میں ایک ایسی رسم کو رواج دے چکے ہیں جو رسم غیروں کی اختراع اور ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت ہم پر مسلط کی گئی ہے۔

خدشہ یہی ہے کہ زندہ دلان وطن اس بار بھی روشن خیالی کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے اس تہوار کو منانے میں پیش پیش رہیں گے اور خوب جوش وخروش سے اس تہوار کو منا کر دنیا کو یہ ثابت کر کے دکھائیں گے دیکھ لو! ہم بھی کسی سے کم نہیں، قطع نظر اس بات کے کہ ہمارے اس تہوار کے منانے سے کسی کا گھر اجڑے یا کسی کے ہاتھ پاؤں ٹوٹیں......

محترم قارئین! ایک لمحے کو ذرا رک کر سوچیے کہ ہم کس راہ کی جانب جا رہے ہیں؟ نجانے ہم اتنے بے حس کیوں ہو چلے ہیں کہ اپنی ناجائز خواہشات کی تکمیل کرتے ہوئے یہ بات بھی یکسر فراموش کر دیتے ہیں کہ ہماری اس چھوٹی سی خوشی کی قیمت دوسروں کے لیے کتنی مہنگی ثابت ہو سکتی ہے، ہمیں تو بس اپنی خوشی منانے سے غرض ہے خواہ ہماری یہ خوشی کسی کو زندگی بھر کے غم میں مبتلا کر دے، یا پھر کسی کے گھر کا چراغ گل کر دے اس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔

زندہ دلی کا دعویٰ کرنے والے، اپنے اس دعویٰ میں کس قدر سچے ہیں یا اس زندہ دلی کے مہلک نعرے میں جو برائیاں موجود ہیں، یہ بات ایک طرف، ہمیں سوچنا چاہیے کہ لاشوں کے اوپر کھڑے ہو کے زندہ دلی کا نعرہ لگانا کوئی کمال نہیں، ابھی پچھلے ہی دنوں لاہور کے اندر ہونے والے بم دھماکوں میں کتنی قیمتی جانوں کا ضیاع ہوا اور کتنے ہی لوگ اس

افسوسناک واقعہ میں زخمی ہو گئے، لیکن اس کے باوجود بھی لاہور کے زندہ دل حضرات نے بسنت منائی، اور اس بسنت کے منانے کے دوران بھی چند افسوسناک واقعات وقوع پذیر ہوئے۔ 16 مارچ کے جنگ اخبار کی ہی ایک خبر ہے ''سیالکوٹ میں پتنگ بازی پر پابندی کے باوجود اتوار کے روز کئی منچلے نوجوانوں نے پتنگ بازی کی، اس دوران ڈور، پھرنے اور چھت سے گرنے کے واقعات میں ایک نوجوان ہلاک 8 افراد زخمی ہو گئے''۔ زندہ لی کا یہ وہ کون سا نمونہ ہے جو ہم دنیا کو دکھانا چاہتے ہیں حالانکہ ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کے قتل کے برابر کا درجہ رکھتا ہے اور پھر خون ناحق...... خیر زندہ دلان وطن نے تو ہر موقع پر اپنی زندہ دلی کا ثبوت پیش کیا ہے۔

یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا اخبارات اٹھا کر دیکھ لیجئے ہم نے تو ایک ایسے وقت میں بھی زندہ دلی کا عملی نمونہ پیش کیا تھا، جب چہار سو غم کے بادل چھائے ہوئے تھے اور جلی ہوئی ٹرین لاہور پہنچی تھی، جس میں نجانے کتنی ہی کار آمد جوانیاں جل کر خاکستر ہو چکی تھیں، کتنے ہی گھروں کے چراغ بجھ چکے تھے، کتنے لوگ اپنے پیاروں کی لاشیں اٹھا کر نڈھال ہو چکے تھے، لیکن ہمیں اس سے کیا سروکار؟ ہم نے پھر بھی غیروں سے دوستی کا حق ادا کیا اور اپنے ہم وطن عزیزوں کے جلے پر نمک چھڑک کر اس واہیات رسم کو منایا، یہی نہیں پچھلے چند سالوں میں ایسے کئی واقعات مختلف اخبارات کی زینت بنتے آئے ہیں جن کو پڑھ کے دل خون کے آنسو روتا ہے لیکن افسوس کے ''زندہ دلوں'' کے پاس ان واقعات سے عبرت حاصل کرنے کا بھی وقت نہیں، کسی کی گردن کٹتی ہے تو کٹ جائے، کسی کی گود اجڑتی ہے تو اجڑ جائے، کسے کے گھر کا واحد ذریعۂ معاش ''زندہ دل والوں'' کی عیاشی کی نذر ہو کر اپنی جان سے جاتا ہے تو جائے،

اس سے کیا فرق پڑتا ہے، اخبار کی ایک خبر ہی تو ہوتی ہے اسے پڑھا اور پڑھ کر فراموش کر دیا۔ دل رو دیتا ہے یہ سوچ کر کہ گستاخِ رسول ﷺ کے غلیظ خون سے اڑنے والے چھینٹے ہم مسلمانوں سے بھی کیا خوب انتقام لے رہے ہیں۔ حقیقت میں نہ سہی، صورت اور مشابہت میں تو ہم یہود و نصاریٰ کے ہمسر ہو چکے ہیں۔

محترم قارئین! کیا اسلام کی یہی تعلیمات ہیں؟ کہ ہمارا کوئی مسلمان بھائی، ہمارا ہم وطن، ہماری ناجائز خوشی کی بھینٹ چڑھ جائے، اور ہم اسے ایک خبر کی حیثیت سے پڑھیں اور بھول جائیں صرف اس لئے کہ وہ ہمارا کوئی اپنا عزیز یا رشتے دار نہیں، ایک غیر ہے، تو غیروں سے ہمیں کیا مطلب؟

مسلمان تو ایک جسم کی مانند ہیں! اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے تو تمام مسلمانوں کو ایک جسم کی مانند قرار دیا تھا اور فرمایا تھا کہ اگر کسی عضو کو ذرہ برابر بھی تکلیف ہوگی تو تمام جسم اس چھوٹی سے تکلیف کی وجہ سے تڑپ اٹھے گا، لیکن آج نجانے کیوں ہماری یہ حالت ہو چلی ہے کہ ہم خود دوسروں کی تکلیف کا باعث بن جاتے ہیں، ہمارے اندر سے احساس ندامت کا جذبہ ناپید ہو چکا ہے، اور پھر چونکہ ہم سرے سے تحقیق کی تکلیف کے تو قائل ہی نہیں، اس لیے ہمیں یہ بھی نہیں معلوم کہ آیا یہ تہوار جو ہم منا رہے ہیں یہ تہوار کس کا ہے؟ اور اگر بالفرض محال تسلیم کر لیں کہ ہمیں معلوم ہے تو بھی ہم یہ سوچنے کے روادار نہیں کہ اسلام میں اس قسم کے تہوار منانے کی اجازت ہے یا نہیں؟

حالانکہ اسلام نے تو مسلمان کو ہر اس فعل کے ارتکاب سے روکا ہے جس فعل کے کرنے سے کسی دوسرے مسلمان کو ذرا سی بھی تکلیف ہو، اس کام کا کرنا اسلام نے حرام قرار دے دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم وہ تمام کام نہایت جرأت اور فراخدلی کے ساتھ کرتے ہیں اور اس پر مستزاد یہ کہ اگر منع کیا جائے یا اس فعل کے متعلق کچھ کہا جائے تو اپنے اس فعل شرمندہ

ہونے کے بجائے، اسے مولویوں کی ذاتی اختراع کا نام دیدیا جائے اور اپنی اس ناجائز خوشی کو منانے کے جواز میں لغو قسم کی دلیلیں پیش کی جائیں، جن کا حقیقت پسندی سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں، مثلاً یہ کہ جی ہر چیز کے دو پہلو دنیا میں موجود ہیں ایک اچھا اور ایک برا، آپ لوگ صرف برائی کے پہلو کو ہی کیوں لیتے ہیں؟

اگر ان سے یہ سوال کیا جائے کہ آپ کی اس خوشی سے کسی کا گھر اجڑتا ہے تو کیا یہ اچھا پہلو ہے؟

تو اس کا جواب عموماً یہ دیا جاتا ہے کہ جی حادثات تو دنیا میں ہر جگہ ہوتے ہیں مثلاً آپ ہوائی جہاز کو ہی لے لیجئے اس کے کتنے زیادہ فوائد ہیں، مہینوں کے فاصلے سمٹ کر گھنٹوں میں آ گئے ہیں، اس میں بھی تو آئے دن حادثات ہوتے رہتے ہیں تو کیا ان حادثات کی وجہ سے ہم جہاز میں بیٹھنا ہی چھوڑ دیں؟ منجملہ اس قسم کے اور بھی بہت سے دلائل پہلے سے موجود ہوتے ہیں۔

آیئے ذرا جانیئے اور پھر سوچیں کہ ہمارے ان بے تکے دلائل کے دینے سے ہماری جان نہیں چھوٹے گی بلکہ اس قسم کے کام کرنے سے عنداللہ بھی ہم مجرم بنیں گے اور دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت بھی خدانہ کرے خراب کر بیٹھیں گے۔

سب سے پہلے تو یہ بات سمجھ لیجئے کہ بسنت کا یہ تہوار ایک ہندوانہ تہوار ہے، اور بسنت کا یہ تہوار ایک ایسے ہندو شخص کی یاد میں منایا جاتا ہے، جس نے توہین رسالت کے جرم قبیح کا ارتکاب کیا تھا۔ تاریخی حقائق کے مطابق 1707ء سے 1759ء کے دوران پنجاب کے گورنر زکریا خان کے دور میں سیالکوٹ کے ایک ہندو کھتری باغ مل کے بیٹے ''حقیقت رائے'' نے رسالت مآب ﷺ اور جگر گوشۂ رسول حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی شانِ اقدس میں نازیبا الفاظ کہے، چنانچہ اس کے جرم کی تحقیق ہوئی اور جرم کے ثابت ہونے پر سزا کے طور پر اس گستاخِ رسول ﷺ کو پہلے کوڑے لگائے گئے اور بعد میں ایک ستون سے باندھ کر اس کی گردن اڑا دی گئی، یہ واقعہ 1734ء کا ہے۔ تاریخی کتب میں ذکر ہے کہ جس دن حقیقت رائے کو سزا دی گئی وہ ''بسنت پنچمی'' کا دن تھا۔

اسی گستاخِ رسول ﷺ کی یاد میں ہندوؤں نے لاہور کے علاقے کوٹ خواجہ سعید میں ایک سمادھی تعمیر کی، مورخین کے مطابق ایک ہندو رئیس ''کالورام'' نے اس جگہ حقیقت رائے کی یاد میں مندر تعمیر کروایا اور باقاعدہ بسنت میلے کا آغاز کیا اور پتنگ بازی کو رواج دیا، ایک سکھ مؤرخ نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے اور لکھا ہے کہ یہاں کالورام نے حقیقت رائے کی یاد میں بسنت میلے کا آغاز کیا تھا۔

(پنجاب آخری مغل دور حکومت میں، از ڈاکٹر بی ایس نجار: ص 279)

اس کے علاوہ بھی تاریخ میں اس بسنت کے رائج ہونے کے متعلق مختلف ایسے مستند حوالہ جات دستیاب ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ رسم ایک ایسے ہندو شخص کی یاد میں منائی جاتی ہے جس نے جناب نبی اکرم ﷺ کی شان عالی میں گستاخی کے جرمِ قبیح کے فعل بد کا ارتکاب کیا تھا۔

اگرچہ تقسیم ہند کے بعد سے رفتہ رفتہ اس رسم کے اصل پس منظر پر گرد بیٹھتی چلی گئی اور اس کو ایجاد کرنے والے تو بھارت سدھار گئے لیکن ''زندہ دلان لاہور'' کو ایک ایسا مشغلہ ہاتھ آ گیا جس میں انہوں نے طرح طرح کے اضافے کر کے اسے اپنی پہچان بنا لیا، بسنتی لباس، بسنتی پکوان اور پھر بات بسنتی میلے سے ہوتے ہوئے بین الاقوامی سطح کی تقریبات تک پہنچ گئی، ایسا لگتا ہے یہ تقریبات صرف ایک رسم ہی نہیں بلکہ خبط اور جنون بن گئی ہیں۔ لاہوری بھائیوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ لذت

جب وقتی لغزش سے بڑھ کر جنون کی حد کو پہنچ جائے جب لہو ولعب چند افراد کی نادانی سے بڑھ کر پوری قوم کی شناخت بن جائے اور اس سے منع کرنے والوں کی نصیحت پہ کان نہ دھرے جائیں تو تکوینی قانون کے تحت قدرت کے غیبی ہاتھ حرکت میں آتے ہیں اور جشن برپا کرنے والوں سے تعزیت کے دو بول کہنے والا بھی کوئی نہیں رہتا، زندہ دلی ٹھیک ہے لیکن زندہ دلی اتنی ہی ہونی چاہیے جتنی کہ شریعت اجازت دے یا جو فطرت کے قوانین سے متصادم نہ ہوں ورنہ وہ زندہ دلی نہیں مردہ ضمیری ہے جو زندہ درگوری کا سبب بن جایا کرتی ہے۔

بتائیے! کیا ایک مخلص مسلمان کی دینی حمیت اور غیرت اس بات کو گوارہ کرے گی کہ وہ ایک ایسا تہوار منائے جس کی بنیاد آقائے نامدار ﷺ کی شان عالیہ میں گستاخی کرنے کی مذموم حرکت سے جڑی ہو؟ مخلص مسلمان تو در کنار گنہگار سے گنہگار مسلمان کی دینی غیرت وحمیت بھی کبھی اس بات کو گوارہ نہیں کرے گی کہ وہ ایک ایسا تہوار منائے جس کی بنیاد ہی نبی اکرم ﷺ کی شان عالی میں توہین پر مبنی ہو۔

اور پھر دنیاوی لحاظ سے بھی اس تہوار کے جو مضمرات اور نقصانات ہیں وہ بھی اس قدر وسیع ہیں کہ جن کو سن کر اور سوچ کر ہی دل کانپ اٹھتا ہے، اسی پر بس نہیں بلکہ اسی بسنت کی وجہ سے ہماری جو ثقافت تباہ ہوئی، ہمارا معاشرہ جس قسم کی افرا تفری اور جنسی بے راہ روی کا شکار ہوا، ہماری نوجوان نسل جس طرح گمراہ ہوئی، ہم نے تفریح کے نام پر پورے معاشرے کو نفسیاتی بیماری کے حوالے کر دیا اور تو اور ہم نے اپنی معیشیت، اپنا قومی وقار بھی گروی رکھ دیا۔

پچھلے چند سالوں کے اخبارات ورسائل وجرائد کو اٹھا کر دیکھئے نجانے کتنی ہی معصوم زندگیاں اب تک اس فضول رسم کی بھینٹ چڑھ گئیں، کتنے لوگوں کے گلے پر پتنگ کی ڈور چھری کی دھار کی طرح پھری اور وہ اپنی قیمتی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے، اور ان لوگوں کی تعداد شمار کیجئے جو لوگ اس قاتل ڈور کی وجہ سے ہونے والے مختلف حادثات میں زخمی ہو گئے، یہی نہیں بلکہ وہ لوگ جو اس قسم کے لہو ولعب میں مگن ہوتے ہیں، وہ بھی انہی قسم کے حادثات کا شکار ہو جاتے ہیں، مثال کے طور پہ چھت پر پتنگ اڑاتے ہوئے پاؤں پھسل گیا، نجانے کتنے لوگ اس وجہ سے ہلاک اور زخمی ہو چکے ہیں، اس کے علاوہ پیسے کا ضیاع الگ، وقت کا ضیاع الگ، اس میلے کے موقع پر جو فحاشی اور عریانی کا مظاہرہ ہوتا ہے وہ ایک طرف، یہ سب وہ چیزیں ہیں جو دینی اور دنیاوی، دونوں لحاظ سے انتہائی لاحاصل ہیں، اس میں نہ دنیا کا کوئی فائدہ ہے اور نہ ہی دین کی ترقی کا دارومدار اس پر منحصر ہے۔

مقام تاسف ہے کہ پچھلے چند سالوں سے حکومتی سرپرستی سے اس سے سلسلے میں تقریبات بھی منعقد کی جاتی رہی گئی ہیں جن میں غیر ملکی مہمانوں کی سہولت کے لئے انہیں بسنت کا سامان اور کھانے پینے کے لوازمات مفت فراہم کیے گئے، میرا سوال ان ارباب اقتدار سے بھی یہی ہے کہ وہ بتائیں آخر عوام کے خون پسینے سے کمایا ہوا پیسہ جو اب تک ان واہیات تقریبات میں صرف ہو چکا ہے، اس کا حساب کون دے گا؟

حکومت کا بنیادی حق تو یہ ہے کہ حکومت عوام سے جو ٹیکس وصول کرتی ہے اسے عوام کے ہی فلاحی کاموں میں خرچ کرے، عوام کو آئے دن بڑھتی ہوئی مہنگائی، بیرزگاری سے نجات دلائے، نہ یہ کہ عوام کے خون پسینے سے کمایا ہوا پیسہ ان فضول کاموں پر خرچ کرے جن سے نہ کچھ حاصل نہ حصول۔

اس لئے کہ اس ملک میں رہنے والے ہر شہری کا یہ بنیادی حق ہے کہ وہ اربابِ اقتدار سے یہ سوال کر سکے کہ ہم جو

ٹیکس بھرتے ہیں کیا وہ اسی دن کے لئے بھرتے ہیں کہ حکومت انہیں ایسے کاموں میں خرچ کرے جو کام غیر اسلامی اور غیر سود مند ہوں، جن کی انجام دہی کی بناء پر...... معاذ اللہ...... آنے والے کل کو ہم خدا کے قہر کے مستحق ٹھریں اور اس کے عذاب عظیم کو دعوت دیں۔ یاد رکھیں! ایسے کاموں کی انجام دہی کی صورت میں اگر اللہ تعالیٰ کسی قوم کو عذاب میں مبتلا کرتا ہے تو اس وقت توبہ کے دروازے بھی اس قوم پر بند کر دیئے جاتے ہیں۔

زندہ دلانِ لاہور اس میلے کو جس ہنسی خوشی کے ساتھ اپنی پہچان بناتے جا رہے ہیں اور جس طرح نصیحت کرنے والوں کی خیر خواہانہ فہمائشیں صدا بصحرا ثابت ہو رہی ہیں، رفتہ رفتہ بعینہٖ وہ کیفیت بنتی جا رہی ہے جس کا شکار نفس و شیطان کے ماننے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات سے منہ موڑنے والی قومیں ہو جایا کرتی تھیں، اس لذت کشی کا خمار اس وقت تک ان کے سروں سے نہیں اترتا تھا جب تک سیاہ بختی ناگہانی آفت کا پیغام لے کر ان کے سروں پر نہیں آجاتی تھی۔ وہ شہر جو غازی علم الدین شہیدؒ جیسے اسلام کے نامور سپوتوں اور شمعِ رسالت کے جانثار پروانوں کی آخری آرام گاہ ہے، اسی شہر کے باسی آج ایسی رسم کو اپنی پہچان بنا چکے ہیں جس رسم کا بانی ایک ایسا شخص تھا جو گستاخِ رسول ﷺ کی ناپاک جسارت کا مجرم تھا، جس کی یاد میں یہ واہیات رسم شروع کی گئی۔

اب بھی وقت ہمارے ہاتھ میں ہے کہ ہم سب مل کر لمحہ بھر کے لئے ہی سہی لیکن سوچیں ضرور، اس کے ساتھ ساتھ ہی ہماری حکومت کا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اس قسم کی رسومات پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پابندی لگا دے اس لیے کہ یہ ملک اسلام کے نام پر وجود میں آیا ہے اور اسلام اس قسم کی لغویات کی مکمل نفی کرتا ہے کیونکہ اسلام بحیثیت مذہب ایک کامل اور مکمل ضابطۂ حیات رکھتا ہے، اسلام کے اپنے باوقار اور مہذب تہوار ہیں جن میں تفریح کا ذریعہ بھی ہے اور جو حقیقی معنوں میں خوشی کا باعث بھی ہیں اور ان سب سے بڑھ ان تہواروں کے اندر اللہ جل شانہ نے اپنے بندوں کے لیے ان مواقع پر اجر و ثواب بھی بے انتہا رکھا ہے۔

تو آیئے آج یہ عہد کریں کہ ہم سب مل کر اس قسم کے باطل مذاہب کے تہواروں کی مکمل نفی کریں گے اور اپنے مسلمان بھائیوں کو ان فضول اور بیہودہ قسم کے تہواروں کے منانے سے روکنے کی حتی الامکان کوشش بھی کریں گے، انہیں اس بات کا احساس دلائیں گے کہ ان لغویات میں مبتلا ہونے سے حقیقی ایمان کی روح ختم ہو جاتی ہے، تاکہ روزِ قیامت رحمۃ للعالمین ﷺ کے سامنے ہم سرخرو ہو سکیں، ورنہ وہ وقت دور نہیں کہ جب ہم ان گناہوں میں مشغول ہوں گے اور اللہ کا عذاب ہمیں آگھیرے گا، اس وقت ہماری یہی تفریح گاہیں غم کدوں کی صورت اختیار کر لیں گی، ہنسی اور خوشی کی جگہ چیخ و پکار اور آہ و بکا کی اندوہناک صدائیں بلند ہونے لگیں گی اس وقت اگر ہم واپس پلٹنے کے لئے کوئی راہ تلاش کریں گے بھی تو واپس ہونے کی کوئی صورت باقی نہیں رہے گی۔

افسوس تو اس بات کا ہے کہ جو قوم دنیا کی قیادت و سیادت کے لئے پیدا کی گئی تھی آج اسی قوم کے نوجوانوں نے غیروں کی نقالی کو اپنا شعار بنا لیا ہے جس کی وجہ سے آج مسلمان دنیا میں ہر جگہ مار کھا رہے ہیں، اور کفار و مشرکین آئے دن غلیظ اور ناپاک جسارتوں کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو فہمِ سلیم عطا فرمائے اور ہر قسم کے فتنوں، مصائب اور آفات سے ہمیں محفوظ فرمائے نیز جناب نبی اکرم ﷺ کی محبت کو ہمارے دلوں میں اس قدر پختہ اور راسخ کر دے کہ ہم ہر اس کام سے

اجتناب کریں جس کے ارتکاب کی بناء پر نبی اکرم ﷺ شفاعت عظمیٰ سے ہم محروم ہو جائیں اور اپنی آخرت تباہ کر بیٹھیں، اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو نبی آخرالزماں ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے اور آخرت کی سرخروئی عطا فرمائے، آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ نبی الکریم محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین